ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

مستنصر حسین جامی

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اُردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

ڈاکٹر محمود الحسن

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

زبان کا آغاز و ارتقا، حال اور مستقبل

Mustansar Hussain Jami
PhD Scholar, Urdu Department, National University of Modern Languages, Islamabad.
Dr. Mehmood Ul Hassan
Assistant Professor, Urdu Department, National University of Modern Languages, Islamabad.

Language's Inception and Evolution its Present and Future Prospects

Man has made great progress from the first day to the present. In all this development, language played very important role. The human language spread widly and human life was accelerated by the intervention of the machine. The scientific age broke all the records and took the pace of development beyond the speed of sound. The scientific age filled the human language with endless terms and techniques. The use of human language is declining, which will eventually become extinct and will be limited to the private affairs of life. The discussions that are going on today about code-mixing and code-switching in language are just the beginning of a new international language.

Key Words: *Language, Signs, International, Development, Scientific, Human, Future.*

دنیائے رنگ و بو میں انسان نے عصرِ الحجَر سے عصرِ حاضر تک زینہ بزینہ ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ اس ترقی کے پسِ منظر میں آدم زاد کی انتھک محنت، قربانیاں، مذاہب کا عمل دخل اور معجزات کی کہانیاں مضمرَہ ہیں۔

انسان کی سرشت میں شامل ہے کہ وہ خوب سے خوب تر اور خوب ترین کی طرف ملتفت ہوتا ہے اور اپنے خواب کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے شبانہ روز سعی کرتا ہے

عہدِ قدیم کے انسان کی بات کی جائے تو اُس نے جنگلوں، بیابانوں میں زندگی کا آغاز کیا اور غاروں میں رہا۔ انسانی معاشرت کی داغ بیل ڈالتے ہوئے اینٹ پتھر سے دنیا کے طول و عرض پر چھوٹے بڑے شہر آباد کیے، مثلاً مہنجو داڑو، پیٹرا اور اہرامِ مصر جن کی باقیات ابھی تک موجود ہیں۔ اس تمام تر ترقی میں زبان نے انتہائی اہم کردار ادا کیا ابتدائی دور کے انسان کی زبان مبہم آوازوں، اشاروں اور حرکات پر مشتمل تھی۔ ان اشاروں میں وہ پتھروں، لکڑیوں اور جانوروں کی ہڈیوں کا استعمال کرتا تھا۔ جب کہ حرکات میں اُس کی جسمانی حرکات شامل تھیں۔ ان حرکات میں ہاتھ، پیر اور چہرے کے عضاء شامل تھے۔ پھر اُس نے زمین پر بے ہنگم لکیروں سے اپنی ذہنی استعداد کے مطابق چند اشکال بنائیں بعد میں جانوروں کے خون سے پھولوں اور مختلف جڑی بوٹیوں کے رنگوں سے غاروں کی دیواروں پر تصویر کاری کی۔ ان اشکال کے ثبوت انڈونیشیا میں تقریباً چالیس ہزار سال پُرانی تصاویر کی صورت میں ملے ہیں۔ عہدِ جدید کے ماہرین کے بقول:۔

> "In recent years scholars have recorded cave art found in Indonesia that is believed to be about 40,000 years old – predating the most popular European cave art." (۱)

حالیہ برسوں میں تحقیقی اسکالرز نے انڈونیشیا کی ایک غار میں پایا جانے والا آرٹ ریکارڈ کیا ہے جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ تقریبا40،000 سال پُرانا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

انسان کی ابتدائی زبان یا جسے ہم لینگوتج کہتے ہیں۔ وہ تصاویر اور اشکال پر مشتمل تھی۔ اس ابتدائی زبان کی سب سے منظم اور مربوط عبارات مصر میں دریافت شدہ فراعین کے مقبروں سے ملی ہیں۔

> "The first known sentence written in the Egyptian language was found in a tomb and dates back to 2690 BC. This language was spoken until around the 17th century, though the writing changed over time."(۲)

مصری زبان میں لکھا گیا پہلا معلوم جملہ ایک مقبرے میں پایا گیا تھا اور اس کا تعلق **۲۶۹۰** قبل مسیح ہے۔ یہ زبان ۱۷ اویں صدی کے آس پاس تک بولی جاتی تھی، حالانکہ وقت کے ساتھ ساتھ تحریر میں بھی بدلاؤ آتا ہے۔

ان تمام شروعاتی زبانوں میں ایک چیز مشترک ہے وہ یہ کہ ان عبارات میں جانوروں، پرندوں اور ماحول میں پائے جانے والے دوسرے نمایاں عناصر کی اشکال شامل ہیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ انسان کی جبلت میں موجود تحقیق کی صلاحیت اور اپنے اردگرد سے متاثر ہونا ہے یہ بات اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہے کہ جب انسان نے آج سے تقریباً ۴۸۰۰سال پہلے اتنی مربوط عبارت لکھی تھی۔اُس وقت انسان کے بولنے میں بہت سے الفاظ

ایسے تھے جو ضبطِ تحریر سے باہر تھے۔خیر انسانی زبان اپنے ارتقائی عمل سے بتدریج آگے بڑھتی رہی۔اسی ضمن میں بشیر محمود اختر، شیما مجید کی کتاب "اُردُو رسم الخط" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"رسم الخط کی ابتدا کے بارے میں عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ انسان ابتداً اپنی بات سمجھانے کے لیے نقوش و تصاویر سے مدد لیتا تھا ٹھوس اشیا کی حد تک تو یہ نقوش و تصاویر کار آمد ثابت ہوئی ہوں گی لیکن اپنے جذبات اور احساسات کے اظہار میں انسان نے دشواری محسوس کی ہو گی اور ان کے لیے بھی رفتہ رفتہ اس نے کچھ نہ کچھ نقش اور علامتیں وضع کر لی ہوں گی اس تصویری رسم الخط میں اتنی ہی علامتیں بعد میں حرفوں کی شکل میں

نمودار ہوئیں۔ حرفوں کا یہی سلسلہ رسم الخط کہلایا، یعنی حروف جو تلفظ کی ادائیگی اور اظہار مطلب کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اپنی منظم اور مربوط شکل میں رسم الخط کہلاتے ہیں۔"(۳)

پہلے پہل انسان نے اپنے ارد گرد کی اشیاء اور ماحول میں موجود نمایاں عناصر کو نام دیئے اُن سے پیدا اثرات کو اپنی زبان میں شامل کیا اور پھر اپنی ایجادات کو اپنی زبان کا حصّہ بنایا۔

ابتدائی دور میں انسانی زبان میں زندگی کی بنیادی ضروریات سے متعلق عبارات اور الفاظ بول چال کا حصّہ تھے اس کے بعد مافوق الفطرت عناصر اور ان سے جوڑی تمام تر کہانیاں انسانی زبان کا مرکز و محور رہیں ان کہانیاں کے ساتھ ساتھ انسانی زبان میں زندگی کے مسائل اور ان کے حل کے لیے الفاظ زبان میں بتدریج شامل ہوتے رہے۔اس دور کے بعد انسانی زندگی کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والے عناصر میں مذہب اور عقائد شامل ہیں ۔چاہے وہ اب دنیا میں موجود ہے یا نہیں۔ان مذاہب اور عقائد نے انسانی زبان کو بڑی زرخیزی بخشی۔ انسانی زبان میں بہت سے نئے الفاظ، مرکبات اور تراکیب کا اضافہ کیا بہت سی نئی اصطلاحات ایجاد ہوئیں۔ مذاہب کے عمل دخل کے ساتھ ساتھ فلسفہ اور منطق نے بھی جنم لیا۔ فلسفہ اور منطق نے زبان کو اس قدر دقیق اور مشکل مسائل اور لاحاصل گفتگو سے طوالت دی اور اسی طوالت نے زبان کو اوجِ کمال تک پہنچادیا۔

بنیادی علوم کے بعد سے انسانی زبان اپنے آپ میں ایک اہم موضوع بنی کیونکہ اب مختلف خطہ ہائے زمین کے لوگ ایک دوسرے سے ملنے لگے اور زبان میں تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔انسان نے تجارت، مذہبی تعلیمات اور دوسرے علاقاجات پر قبضہ کرنے کی غرض سے دنیا کے اسفار کیے ان اسفار نے زبان میں نئے رنگ بھر دیئے۔زبان میں ایک اور اہم موڑ جنگ و جدل کی وجہ سے بھی آیا اس جنگ و جدل سے کچھ زبانیں معدوم ہوئیں اور کچھ مزید پھلنے پھولنے لگیں محکوم قوموں نے اپنی زبان میں حاکم قوموں کے الفاظ اور تلفظ کو شامل کیا جس سے دنیا میں نئی طرز کی زبانیں پیدا ہوئیں۔انسانی زبان میں سب سے زیادہ نئی اصطلاحات اور الفاظ کا اضافہ ایجادات سے ہوا ابتدائی دور میں بحری اسفار میں استعمال ہونے والے جہازوں اور جنگ و جدل میں استعمال ہونے والے سامانِ جنگ نے کئی نئے الفاظ اور تراکیب شامل کیں۔

زبان بولنے کے لیے لوگوں کا ہونا بنیادی شرط ہے۔ جیسے جیسے ایجادات کا سلسلہ بڑھتا گیا انسانی عمل و دخل کم ہوتا گیا اور اسی دخل کے کم ہونے سے جہاں نئی اصطلاحات اور تراکیب زبان میں شامل ہوئیں وہیں بہت

سے الفاظ اور جملے ہمیشہ کے لیے معدوم ہوگئے۔ ان الفاظ میں سب سے پہلے وہ الفاظ شامل ہیں جو خاص پیشہ یا طبقہ کے لوگ اس پیشہ کو سرانجام دینے کے لیے بولتے تھے یا اُن اشیاء کو استعمال کرنے والے بولتے تھے۔

مثال کے طور پر اگر لکڑی کی تختیوں پر لکھا جاتا تھا یا چمڑے پر لکھا جاتا تھا اور پھر کاغذ کی ایجاد سے اُس پیشہ کو سرانجام دینے والے یا ان اشیا کو استعمال کرنے والے لوگ معدوم ہوئے اور ساتھ ہی وہ الفاظ جو اُس پیشہ کے لوگ بولتے تھے وہ بھی معدوم ہونے لگ گئے جبکہ دوسری طرف بہت سے نئے الفاظ اور تراکیب کاغذ سے متعلق انسانی زبان کا حصہ بنے۔ پہلا سبب انسانی زبان (تحریری، تکلمی) کی معدومی کا ایجادات ہیں۔ ان کا اثر ابتدائی طور پر بہت معمولی تھا جو کہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا۔ ان ایجادات میں جب مشین کا اضافہ ہوا تو انقلاب برپا ہو گیا۔ انسانی زبان میں بے تحاشہ پھیلاؤ ہوا اور مشین کے دخل سے انسانی زندگی تیز ہو گئی۔ اس شروعاتی تیزی کو زبان نے بڑی آسانی سے اپنے اندر سمولیا اور اس ترقی کے ہمراہ چلنے لگی۔ مشینی دور میں انسانی عمل دخل کم ہوا تو زبان کا استعمال بھی قدرے کم ہو گیا۔ اب لوگ بولنے کے علاوہ لکھنے اور پڑھنے پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے لگے۔ کیونکہ مشینوں کی مدد سے کتابوں کی چھپائی اور اخبارات کی ترسیل کا کام سہل ہو گیا۔ اس دور میں زبان میں ایک تبدیلی یہ واقع ہوئی کہ زیادہ تر انسانی آبادی نے بولنا قدرے کم کر کے لکھنا اور پڑھنا شروع کر دیا۔ زبان میں نئے الفاظ کے شامل ہونے اور پُرانے الفاظ کا نئے معنی پہن کر زبان کا حصّہ بننے کا عمل مسلسل جاری رہا۔ ادب زندگی کا عکاس ہوتا ہے۔ ادب نے انسانی زبان کی آبیاری برابر جاری رکھی اسی ادب نے پُرانے پیشوں سے متعلق الفاظ کو تحریری یا تکلمی انداز میں آنے والی نسلوں تک پہنچایا۔ مشینی دور جسے مکینیکل (mechanical) دور کہتے ہیں۔ اس میں ایک اور سنگِ میل اُس وقت عبور ہوا جب بجلی کی ایجاد ہوئی۔ بجلی کی ایجاد نے مشینوں کو مزید تیز کر دیا سامان زندگی برق رفتاری سے بننے لگا اور انسانی زبان تیز تر ہو گئی لیکن اتنی تیز نہ ہو سکی کہ بجلی کا ساتھ دیتی اب زبان کی بجائے کہیں کہیں اشاروں اور مختلف تصاویر اور رنگوں کا استعمال ہونے لگا۔ جن کو دیکھتے ہی انسان سمجھ جاتے ہیں کہ اب اُنہیں کیا کرنا ہے ۔ مثلاً کسی بھی مشین کے ساتھ سرخ سبز رنگ کی لائٹس کا لگا ہونا۔ یعنی اب کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں اگر مشین بند کرنی ہے تو سرخ اور جب چلانی ہے تو سبز رنگ دبانا ہے۔ گاڑیوں کے انڈیکیٹرز کا استعمال وغیرہ ان رنگوں کے ساتھ ساتھ آوازوں کا استعمال بھی ہونے لگا اور زبان کا عمل دخل مزید کم ہو گیا۔ لیکن اتنا کم نہیں کہ محسوس کیا جا سکے مثلاً ایمبولینس کے اوپر سرخ لائٹ کا جلنا اور سائرن کا بجنا لوگوں کو یہ بتانے کے لیے کافی ہے کہ راستہ چھوڑ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

دیں۔ جبکہ اس کے برعکس شاید کسی سپیکر میں فرداً فرداً شخص کو مخاطب کر کے راستہ چھوڑنے کا کہا جاتا۔ ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیے گلیوں میں آئیس کریم فروخت کرنے والا آواز لگانے کی برعکس ایک خاص طرح کی موسیقی بجاتا ہے جسے سن کر لوگ اس کے گرد جمع ہونے لگتے ہیں۔ انہیں رنگوں اور آوازوں نے ایک قدم آگے بڑھایا اور ٹی وی ریڈیو کی صورت میں سامنے آئے۔ جس سے انسانی زندگی میں سننے اور دیکھنے کا عمل بڑھ گیا اور پڑھنے کا عمل قدرے کم ہو گیا اور بولنے کی تو ضرورت ہی نہ رہی (ٹی وی دیکھتے یا ریڈیو سنتے ہوئے سامعین اور ناظرین کی بات کی جارہی ہے)۔ شہزاد منظر نے لحہِ موجود سے قبل اس عمل کو محسوس کر لیا تھا۔ وہ اپنی تصنیف "جدید اُردو افسانہ" کے باب "مختصر افسانے کا زوال" میں رقم طراز ہیں۔

> "مغرب میں مختصر افسانے کے زوال کا بنیادی سبب سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی ہے جس کے باعث ذرائع ابلاغ میں زبردست انقلاب رونما ہوا ہے۔ سنیما، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور ٹیپ ریکارڈ وغیرہ کی ایجاد اور اسکی حیرت انگیز مقبولیت کے باعث لکھے ہوئے الفاظ کی اہمیت اب کم اور بصری اور سمعی زبان کی اہمیت زیادہ ہو گئی ہے۔"(۴)

اب ہم اُس جگہ پہنچ چکے ہیں جہاں انسانی زندگی میں زبان بولنے کی بجائے سننے اور تصاویر دیکھنے کی طرف لوگوں کی توجہ زیادہ ہوئی۔ انسانی ترقی کے اُلٹ انسانی عمل دخل کم ہونے لگا۔ پھر دورِ نو کا آغاز ہوا اس دور کو سائنسی دور کہتے ہیں سائنسی دور نے تمام تر ریکارڈ توڑ دیئے اور ترقی کی رفتار کو آواز کی رفتار سے آگے لے گئی (سپر سونک جہاز) سائنسی دور نے انسانی زبان کو مجموعی طور پر بے تحاشا اصطلاحات اور تراکیب سے بھر دیا اور عام بول چال میں بھی ان اصطلاحات اور تراکیب کا استعمال زیادہ ہونے لگا بات کو مختصر کرتے ہیں ان سائنسی ایجادات نے انسانی عمل دخل کو کم سے کم کر دیا ہے سائنس نے ایسی ایجادات کر لی ہیں کہ رامٹریل (raw material) سے لے کر فائنل پروڈکٹ (final product) تک کسی بھی انسان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس سائنسی دور میں ایک اہم تبدیلی یہ ہوئی کہ ہیومن لینگویج کے ساتھ ساتھ مشین لینگویج کا دخل بھی انسانی زندگی میں زیادہ ہونے لگا ۔ کمپیوٹر کی ایجاد نے اس نئی زبان کو وجود بخشا اور اب تقریباً ہر مشین میں یہ مشین لینگویج انسٹال ہوتی ہے جو ہیومن لینگویج کو یا ہومن انیٹر فیس (کی بورڈ، فنگر پرنیٹس، وائس ان پُٹ) کو ڈی کوڈ کر کے مشین لینگویج میں کنورٹ کرتی ہے اور پھر دوبارہ پروسس کرنے کے بعد مشین لینگویج کو ڈی کوڈ کر کے ہیومن لینگویج میں آوٹ پُٹ کی صورت

میں پیش کرتی ہے۔ ہیومن انٹر فیس کے لیے مشین زیادہ تر "ایل سی ڈی" کا استعمال کرتی ہیں جبکہ اس "ایل سی ڈی" پر ظاہر ہونی والی زبان کے پیچھے مشین لینگوتج کا گھمبیر کوڈ ہوتا ہے۔

مثلاً اے ٹی ایم کارڈ پر بنی بلیک کلر کی پٹی جس پر مشین لینگوتج میں تمام تر تفصیلات درج ہوتی ہیں جسے مشین فوراً سمجھ کر ایل سی ڈی پر آپ کے مطلوبہ بٹن ظاہر کر دیتی ہے۔ اب آپ غور کیجئے کہ کہاں پہلے بنک میں جا کر کیش نکلوانا پڑتا تھا کتنے لوگوں سے ملنا پڑتا تھا جگہ جگہ زبان کا استعمال ہوتا تھا اور زبان زندہ رہتی تھی لیکن اے ٹی ایم میں ایک شخص بغیر بولے بغیر کسی سے بات کیے جاتا ہے اور چند لمحوں میں پیسے نکلوا کر لے آتا ہے۔ ایک اور مثال پر غور کیجئے ہم لوگ پہلے بازار سودا سلف لینے جاتے تھے تو کئی افراد کے ساتھ لین دین، بھاؤ تاؤ کم کروانے پر بحث ہوتی تھی اس تمام تر عمل میں فزیکل سوشل نیٹ ورک ڈیولیپ Physical social) network Developed) ہوتا تھا اور زبان استعمال ہوتی تھی لیکن اب بڑے بڑے سپر سٹور زبن چکے ہیں اور ہر کمپنی کی پروڈکٹ جس کے اوپر پہلے تفصیل سے بہت کچھ لکھا ہوتا تھا وہاں اب تصاویر اور رنگوں کی مدد سے ساری بات سمجھا دی جاتی ہے اور خریدنے والے بغیر پڑھے بس دیکھتا ہے اور اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں صابن میں شہد اور نیم کے پتے شامل ہیں کیونکہ وہ اُس صابن پر واضح طور بنے ہوتے ہیں۔

ان تصاویر اور رنگوں کا اثر یہ ہو رہا ہے کہ خریدنے والا پڑھنے سمجھنے کی بجائے صرف دیکھنے اور سننے پر دھیان دینے لگا ہے۔ اس عمل سے تحریر پڑھنے کا رجحان کم ہوا اور انسانی میموری میں الفاظ کا ذخیرہ وقت کے ساتھ کم ہو تا جا رہا ہے ۔ جو کہ آخر کار ایک دن نہ ہونے کے برابر رہ جائے گا یا صرف نجی زندگی میں مستعمل الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ خیر ہم بات کر رہے تھے شاپنگ کی اب وہ شخص سُپر سٹور پر جاتا ہے تمام تر اشیا جن پر قیمتیں، ڈیٹ آف مینیفیکچر(date of manufacture) اور ڈیٹ آف ایکسپاری(date of expire) درج ہیں خرید لاتا ہے۔ کاونٹر پر جاتا ہے کاونٹر پر بیٹھا شخص تمام اشیا کے اوپر درج بار کوڈ کو بار کوڈ سکینر سے ریڈ کرتا ہے ایل سی ڈی پر بل آ جاتا ہے کریڈٹ یا ڈیبٹ کارڈ(debit or credit card) سے پیسے کٹواتا ہے۔ اب آپ غور فرمایئے کہ اس سارے عمل میں زبان کا عمل دخل کتنا رہا۔

سائنسی ترقی انسانی عمل کو کم کر رہی ہے انسانی عمل کی کمی کی وجہ سے سوشل نیٹ ورک ختم ہو رہا ہے۔ اور اس نیٹ ورک کے کم ہونے سے انسانی زبان کا استعمال کم ہو رہا ہے جو آخر کار معدوم ہو جائے گی اور صرف

زندگی کے نجی معملات تک محدود ہو جائے گی۔ معدومی کی یہ حالت پہلے پہل دنیا کی ہر زبان کی تحریری شکل میں رونما ہوگی پھر زبان کی تکلمی شکل بہت بدلنے لگے گی۔ یعنی چند الفاظ اور بہت سے اشارے اس زبان میں شامل ہو چکے ہوں گے۔ سب سے اہم بات یہ زبان جو لکھنے اور پڑھنے میں تمام دنیا کے لوگوں کے لیے یکساں مستعمل ہوگی بالکل ایسے ہی جیسے آج ٹریفک کے تمام نشانات ساری دنیا میں لوگ پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

یہاں بہت سے لوگ اس بات پر اعتراض کر سکتے ہیں کہ سائنس نے تو سوشل نیٹ ورک کو پہلے سے بہت بہتر کیا ہے۔ جو شخص پہلے دس لوگوں کو جانتا تھا اب وہ سو لوگوں کے سوشل نیٹ ورک کا حصّہ ہے۔ ان لوگوں کے لیے صرف اتنا جواب کافی ہے کہ اگر کوئی شخص ایک لاکھ لوگوں کے نیٹ ورک کا حصّہ ہو تو اس سے اُس کی زبان میں کتنا فرق پڑتا ہے۔ وہ شخص کئی گھنٹے موبائل پر نظریں جمائے بیٹھا رہتا ہے۔ لیکن منہ سے کوئی الفاظ نہیں بولتا سوائے لائیکس بھیجنے کے یا چند کمنٹس کرنے کے!! اور ان کمنٹس میں الفاظ سے زیادہ تصاویر اور ایموشنز بھیجے جاتے ہیں۔ یہ ایموشنز اور تصاویر اُس زبان کی تحریری صورت کی ابتدائی شکل ہے جس کی بات میں پہلے کر چکا ہوں کہ اُس زبان میں الفاظ سے زیادہ تصاویر ہوں گی اور ساری دنیا کے لوگ اسے سمجھ سکیں گے اس کی مثال آج واٹس اپ اور فیس بک کے میسج ڈیلاگ باکس (message dialogue box) کے کی بورڈ میں دی گئی دسیوں تصاویر ہیں ۔ جو لوگ میسج میں استعمال کرتے ہیں اور اب ان کا استعمال دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ ان تصاویر کو ایموجی (emoji) کہا جاتا ہے۔ ایموجی بنیادی طور پر ۱۹۹۹ میں پہلی بار جاپانی موبائل کمپنی نے ڈیزائن کئے تھے۔ جن کی ابتدائی تعداد ۱۷۶ تھی جو اب بڑھ کر ۳۰۰۰ سے زائد ہو چکی ہے۔

> "The word "emoji" translates literally to "picture character" in Japanese. In 1999, Japanese mobile provider NTT DoCoMo released the first set of these pictographs for cell phones." (۵)

"ایموجی" کا لفظ جاپانی میں "تصویری کردار" کا لفظی ترجمہ ہے۔ ۱۹۹۹ میں، جاپانی موبائل کمپنی "این ٹی ٹی ڈوکومو" نے سیل فون کے لئے ان تصویروں کا پہلا سیٹ جاری کیا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

The original set of 176 emoji, donated by NTT DoCoMo to the Museum of Modern Art

ان تصاویر اور ان سے لکھے جانے والے پیغامات کو ایموجی لینگویج کا نام دیا جانے لگا ہے۔ ان کا بنیادی مقصد ایسے جذبات کا اظہار کرنا تھا جو الفاظ میں ظاہر نہیں کیے جاسکتے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

> “Emojis are meant to be fun, light-hearted, and convey a broad range of emotions efficiently and in a way that words sometimes cannot.
>
> Interpretation is vast when it comes to communication in the 21st Century. Emojis also have the ability to make it easier to portray your simple text or email.
>
> For example, when you respond with “Ok...” it appears that you are frustrated or feeling impatient. When you utilize emojis and instead respond with “Ok...   ” it causes less

worry and more displays a true understanding from the sender."(۲)

ایموجیز کا مطلب ہلکی پھلکی تفریح اور جذبات کی وسیع حدود کو موثر انداز میں پہنچانا ہے کیونکہ کبھی کبھی الفاظ جذبات کی درست ترجمانی نہیں کر سکتے ہیں۔ اکیسویں صدی میں جب تحریر پیغامات کی بات آتی ہے تو ان کی اہمیت وسیع تر ہو جاتی ہے۔ ایموجیز میں یہ صلاحیت بھی موجود ہے کہ آپ اپنے سادہ متن یا ای میل کی تصویر کشی آسان بنا سکیں۔ مثال کے طور پر، جب آپ "اوکے..." کے ساتھ جواب دیتے ہیں تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ آپ مایوس ہو چکے ہیں یا بے چینی محسوس کر رہے ہیں۔ جب آپ ایموجیز کا استعمال کرتے ہیں اور اس کے بجائے "اوکے... □" کے ساتھ جواب دیتے ہیں تو اس سے پریشانی کم ہوتی ہے اور آپ کے پیغام کی صحیح تفہیم ظاہر ہوتی ہے۔

زبان کی اس تبدیلی کا اثر جن طبقات پر براہ راست پڑے گا اِن میں تدریسی (educational)، انٹرٹینمنٹ (entertainment) اور ابلاغ (communication sources) (اخبارات، رسائل) وغیرہ شامل ہیں۔ ان طبقات اور دیگر شعبہ جات میں زیادہ تر ریکارڈڈ ویڈیوز کے ذریعے یا ویڈیو لیکچر کے ذریعے تعلیمی عمل کو جاری رکھا جائے گا جو کوئی ایک ماہر کسی ایک جگہ لیکچر دے گا اور تمام تر سٹوڈینٹس مستفید ہوں گے اس عمل سے علاقائی اساتذہ بے حد متاثر ہوں گے، انٹرٹینمنٹ (media) کے شعبے میں ابھی سے لوگ کم اور تصاویر، میوزک، اینی میٹڈ کریکٹرز زیادہ دیکھائی دینے لگے ہیں اس کی مثال بہت سے ٹی وی ایڈز اور اینی میٹڈ موویز (Bolt, Wall E, Rango, Puss in Boots etc..) ہیں۔ اگر مستقبل کی بات کی جائے تو ربوٹس کا بننا اور انسانی زندگی میں ان کا عمل دخل جو روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ ربوٹس اس قدر انٹیلی جنٹ (intelligent) ہیں کہ انسانی چہرے کے خدوخال سے ہی اس کے موڈ کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ انسان زبان کو بہت آسانی سے سمجھ کر جواب دے سکتے ہیں۔ اس کی مثال ایک سادہ سی ایپلیکیشن جو ہر اینڈرائیڈ فون (android Phone) میں گوگل اسسٹنٹ (google assistant) سے سمجھی جا سکتی ہے، جبکہ ربوٹ اینڈرائیڈ سسٹم سے بہت زیادہ انٹیلی جنٹ ہوتے ہیں۔ ربوٹس کا استعمال انسانی سوشل نیٹ ورک کو بُری طرح تباہ کر سکتا ہے یعنی اگر انسان کو کسی دوست کی ضرورت ہے تو وہ مارکیٹ سے ایک ربوٹ لے آئے گا جو کہ اُس کی ہر بات کا جواب دے گا اور اُس کی تنہائی کا ساتھی بنے گا۔ بالکل کسی پالتو جانور (Pet) کی طرح۔ جنھیں انسان نے ہزاروں سالوں سے اپنا ساتھی بنا کر رکھا تھا۔ لیکن اب ان کی جگہ

بہت سی الیکٹرانکس ڈیوائسز نے لے لی ہے مثلاً (ٹی وی، موبائل فون، وڈیو گیمز، وغیرہ۔۔۔) یہ وہ دور ہو گا جب انسانی زبان انسانوں سے زیادہ ربوٹس بولیں گے اور اس زبان میں الفاظ کم اشارے، آوازیں اور رنگ زیادہ ہوں گے۔

جدت خیال کے باعث دنیا کی ہر زبان سے پُرانے اور مشکل الفاظ کو پہلے ہی بے دخل کیا جا چکا ہے اور اب مزید سہل پسندی کے لیے جملے مختصر اور الفاظ کی جگہ تصاویر کو شامل کیا جا رہا ہے۔ اس تبدیلی کے پس منظر میں ایک اہم وجہ وقت بھی ہے۔ تحریر پڑھنے میں وقت زیادہ لگتا ہے جبکہ تصاویر یا اشاروں کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے وقت کم درکار ہوتا ہے۔ اس کی مثال کسی ہوٹل یا فاسٹ فوڈ ریسٹورینٹ کی مینیو چارٹ سے دی جا سکتی ہے۔ ماضی میں اس چارٹ میں تمام ڈیشز کے نام اور تفصیل درج ہوتی تھی جبکہ اب اسی چارٹ میں تصاویر کے ذریعے کھانوں کا مینیو ڈیزائن کیا جاتا ہے جنہیں کسٹمر با آسانی دیکھ کر پہچان لیتے ہیں اور ویٹر سے کسی قسم کی بات چیت کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کے علاوہ بس یا ائیر پلین یا سینما کی ٹکٹس کی بکنگ کے بکنگ چارٹ یا پیج کو دیکھ لیں اُس میں باقاعدہ بس یا جہاز کے اندر کی تصویر کے ذریعے سیٹ کی بکنگ کنفرم کی جاتی ہے۔ جہاں پہلے طویل بات چیت کے بعد یہ مرحلہ طے ہوتا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج سے چند دہائیوں کے بعد انسانی زبان کا استعمال کہاں باقی رہ جائے گا۔ جواب یہ ہے کہ زبان کا استعمال نجی زندگی تک محدود رہ جائے گا۔ آج جو مباحث زبان میں کوڈ میکسنگ اور کوڈ سوئچنگ کے ہو رہے ہیں یہ اُسی انٹرنیشنل زبان کی ابتدائی صورت ہے جس کی بات میں پہلے کر چکا ہوں۔ اس عمل کے زیر اثر یقیناً اولاً تو وہ زبانیں آئیں گی جو سائنسی ترقی میں سبقت لیں گی پھر وہ زبانیں جو ان سے متاثر ہوں گی ۔ مثلاً انگریزی میں یہ عمل پہلے انجام پائے گا اور اُردو، بنگالی اور عربی میں بعد میں۔ مثلاً دنیا کے ہر خطے کا لباس وہاں کے موسمی حالات اور مذہبی عقائد کی وجہ سے الگ تھا لیکن آہستہ آہستہ انگریزی لباس نے مقامی لباس کی جگہ لینا شروع کی جسے اولاً معیوب تصوّر کیا گیا وقت گزرنے کے ساتھ اپنا لیا گیا اور پھر آخر کار اُسے مقامی لباس کی جگہ دے دی گئی، آج دنیا کے ہر خطے میں انگریزی لباس زیب تن کیا جاتا ہے بعینہ انگریزی زبان کی مثل، اپنے برِ صغیر کو ہی لے لیجئے ابتدا میں کیسے انگریزی زبان بولنے اور پڑھنے والوں پر فتوے صادر کیے گئے، کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد انگریزی بولنے والے جدت پسند کہلانے لگے اور بعد میں اسے لازم قرار دے دیا گیا اور آج یہ ہماری زبان کی زندگی موت کا مسئلہ بنی ہوئی ہے، انگریزی نے اُردو زبان کو دو طرح سے نقصان پہنچایا ہے ایک تو خالص انگریزی کی صورت

میں جس کی مثال آج کے ادب میں جگہ جگہ انگریزی الفاظ اور جملوں کی صورت میں نظر آنے لگی ہے۔ اور دوسرا سب سے بڑا نقصان جو آخر کار اُردو کا دم لے کر چھوڑے گا وہ "رومن انگریزی" ہے جو نا صرف اُردو بلکہ دنیا کی ہر زبان کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے۔ یہی عمل ہمیں اُس ایک زبان کی طرف لے جا رہا ہے جس کی ابتدائی شکل رومن لکھائی کی صورت نظر آ رہی ہے۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر زبان تصاویر اور چند الفاظ کا مجموعہ رہ جائے گی تو انسانی جبلت میں شامل ادب کی تخلیق کس ہیئت میں ہوگی تو حضور اس کا بڑا سادہ سا جواب ہے کہ آج سے تیس سال پہلے ادب کو لوگ کتنا پڑھتے تھے اور آج کتنا پڑھتے ہیں کتابیں فٹ پاتھوں پر دھول اور مٹی کی نذر ہو رہی ہیں اور کوئی پڑھنے والا ہی نہیں، اسی طرح آج سے پچاس سال بعد بھی ادب تخلیق ہو رہا ہوگا جو کہ یقیناً رومن اُردو میں ہی ہوگا اگر نستعلیق میں بھی ہو تو بھی کوئی فرق نہیں پڑنے والا جب کوئی پڑھنے والا ہی نہیں ہوگا۔ تو ایسے ادب کو لکھنا اور چھاپنا بے سود ہوگا۔ قصہ مختصر دنیا کی کوئی زبان اس عمل سے نہیں بچ سکتی یہ ایک ایسا گرداب ہے جس میں دنیا کی ہر زبان گرتی چلی جائے گی اور اپنا وجود کھو دے گی اور ایک مخلوط زبان وجود میں آئے گی جس میں دنیا کی ہر بڑی زبان کے چند الفاظ اور اشارے، تصاویر اور رنگ شامل ہوں گے۔ جو ہر خاص و عام کے لیے پڑھنی، سمجھنی اور بولنی آسان ہوگی۔

حوالہ جات

۱. https://www.dailymail.co.uk/sciencetech/article-5419511/Ancient-cave-drawings-led-modern-lanuages.html ,date:02/02.2021, time:4:05pm

۲. https://www.oldest.org/culture/written-languages/,date:02/20/2021,time:4:30pm

۳. بشیر محمود اختر، مقدمہ، "اُردو رسم الخط" از شمیا مجید، ناشر، ادارہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۹ء، ص ۷

۴. شہزاد منظر، "جدید اُردو افسانہ"، منظر پبلیکیشنز، بلاک ۱۶ گلشن اقبال، کراچی، ۱۹۸۲ء، ص ۱۲۰

۵. https://zapier.com/blog/use-emoji/,date:02/02/2021,time:7:45pm

۶. https://eternitymarketing.com/blog/the-importance-of-emojis,date:02/02/2021,time:7:53pm